جناب سلیم خاں گمی

پنجابی میں سیرت نگاری

پنجابی میں سیرت نگاری کی ابتدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے انتہائی جذبۂ عقیدت کی بنا پر ہوئی، اور یہ ایک قدرتی بات تھی۔ حضور نبی اکرمؐ کے بے پناہ احسانات کی بدولت سیرت نگاری کا آغاز عقیدت کے نقطۂ نظر ہی سے ہونا چاہیے تھا۔ یہ بات صرف پنجابی زبان تک ہی محدود نہیں ہے، عربی میں بھی باقاعدہ سیرت نگاری سے پہلے حضور نبی اکرمؐ کی حیاتِ اقدس سے عقیدت کا اظہار نعت اور قصیدے کے ذریعے ہوا۔ یہی بات فارسی اور اردو زبان کے بارے میں کہی جاسکتی ہے۔ پنجابی زبان میں سب سے پہلے گورو نانک، مُلا عبدی کودرج، مولوی عبداللہ لاہوری، نوشہ گنج بخش قادری اور شاہ حسین نے نعتوں کے ذریعے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ بابرکات سے عقیدت کا اظہار کیا۔ نعت گوئی کے بعد مولود سرائی کی طرف توجہ ہوئی، پھر سراپا نگاری کی باری آئی اور حضورؐ کے شمائل پر بہت کچھ لکھا گیا۔ سراپا نگاری میں سیرت کے بجائے صورت کو اوّلیت دی گئی۔ سراپا نگاروں نے سیرت نگاری کا دامن بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ لیکن زیادہ تر زورِ قلم سراپا نگاری پر صرف کیا۔ اس بنا پر ایسی تمام نگارشات کو خالص سیرت نگاری کے شعبے میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ بہرحال یہ طے ہے کہ ان کوششوں سے نعت گوئی کا فن اونچی اور اعلیٰ منزلوں تک پہنچا۔ نعت گوئی کے بعد ولادت نامے، مولود نامے، آفرینش نامے، وفات نامے، نور نامے اور معراج نامے ضبطِ تحریر میں آئے، اور یوں ہزاروں اور لاکھوں عقیدت مندوں نے خیرالبشرؐ سے اپنی گہری عقیدت اور انتہائی محبت کا اظہار کیا۔ یہ بات واضح ہے کہ اس قسم کی تمام تحریروں میں عقیدت کا رنگ بہت گہرا تھا، اور ان میں تاریخی سیاق و سباق کی کمی تھی۔ چنانچہ یہ تحریریں نعت گوئی کے شعبے میں آتی ہیں۔ تاریخی سیرت نگاری کا شعبہ ان سے الگ ہے، جس میں سیرت نگار تاریخ فہمی، تاریخ شناسی اور واقعہ نگاری پر زیادہ زور دیتا ہے تاکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کی روشنی میں خارجی حالات و واقعات کے زیرِ اثر داخلی جذباتی اور

ذہنی زندگی کا مطالعہ پیش کر سکے۔ سچی بات یہ ہے کہ نعت گوئی اور قصیدہ خوانی کے بہت بعد پنجابی میں سیرت نگاری کا کام شروع ہوا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ سیرت نگاری کی حدود کیا ہیں؟ اس سوال کا جواب ہمیں ابنِ ہشام کی مرتب کردہ کتاب سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطبوعہ بیروت (لبنان) کے مقدمے میں ملتا ہے۔ لکھا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے مراد یہ ہے کہ آپؐ کی حیاتِ مبارکہ سے پوری پوری واقفیت کروائی جائے۔

(۱) آپ کی آمد سے پہلے ان نشانیوں کا تذکرہ کیا جائے جن سے آپ کی ذاتِ مقدس کا تعلق ہے اور جو رسالت کی تمہید ہیں۔ (۲) آپؐ کی ولادتِ باسعادت کے ان واقعات کا ذکر کیا جائے جن کا دعوتِ محمدیہ سے تعلق ہے۔ (۳) آپؐ کی تربیت اور نشوونما کے واقعات جو آپؐ کی بعثت تک پھیلے ہوتے ہیں۔ یعنی دینِ حق کی دعوت کے سلسلے کے واقعات۔ (۴) اسلام کی اشاعت کے سلسلے میں جو واقعات رونما ہوئے۔ (۵) آپؐ اور آپؐ کے دشمنوں کے درمیان گفت و شنید اور تلوار کے استعمال کے دوران جو مشکلات پیدا ہوئیں۔ (۶) ان لوگوں کا ذکر جنہوں نے حضورؐ کی دعوت قبول کی اور حق کی آواز کو بلند کیا۔ (۷) وہ واقعات جن سے ایمان کی روشنی پھیلی۔ (۸) ان جنگوں کے حالات جو دعوتِ اسلام کے سلسلے میں حضورؐ کو یا حضورؐ کے ساتھیوں کو پیش آئے۔ عنوانات کی اس فہرست میں (۹) حضورؐ کا نسب نامہ (۱۰) آپؐ کے عہد کے عرب کا جغرافیہ (۱۱) دنیا کے تجارتی، اقتصادی، مذہبی، سماجی اور سیاسی حالات کا تذکرہ بھی ضروری ہے۔

ایک انگریز مصنف منٹگمری واٹ نے تو حضورؐ کی مکی اور مدنی زندگی کے حالات عمرانی نقطۂ نظر سے لکھے ہیں۔ اس کی انگریزی کتابیں (محمدؐ ان مکہ اور محمدؐ ان مدینہ) مغربی دنیا میں بے حد مقبول ہوئیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کا قاری ذہنی طور پر آج سے تیس چالیس سال قبل کے قاری سے جداگانہ خیالات کا حامل ہے۔ اگرچہ پہلے عقیدے کا زور تھا لیکن آج عقیدے کے زور کے ساتھ ساتھ عقل اور منطق بھی زوروں پہ ہے، اس لیے آج کے سیرت نگاروں کو آج کے علوم کی روشنی میں بات کرنی پڑتی ہے۔

سیرت کا آخری موضوع میرے خیال میں (۱۲) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور

آپؐ کے کارناموں کا عالمی نقطۂ فکر سے مطالعہ ہے۔ حضورؐ کی وفات کے بعد دنیا کے عمرانی حالات خاص طور پر ایک سو سال کے اندر اندر کس طرح بدلے اور آئندہ ان میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوں گی، یہ تمام موضوعات جو کم و بیش بارہ ہیں، سیرت نگاری کی خصوصی توجہ کے طالب ہیں۔ گویا سیرت نگار کو سوانح نگاری کے علم کے علاوہ دیگر معاشرتی علوم کا ماہر بھی ہونا چاہیے اور اس کے ساتھ طبعی علوم سے کما حقہٗ آگاہی بھی ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں سماجی اور طبعی علوم کی نشان دہی کی گئی ہے اور قرآن کریم حضورؐ کی ذات بابرکات کے واسطے ہی سے ہم تک پہنچا۔ اسی ذاتِ کریمی کا داخلی و خارجی اظہارِ عمل سیرت نگاری اور سیرت شناسی ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلے میں پنجابی میں اوّلین تحریر کون سی ہے؟

پنجابی زبان و ادب میں بابا فرید گنج شکرؒ (پاک پتن) کی حیثیت باوا آدم کی ہے۔ ان کے کلام کو بول یا اشلوک کہا جاتا ہے۔ وہ صوفی شاعر تھے اور انھوں نے متصوفانہ خیالات کی ترویج و اشاعت کے لیے شاعری کا ذریعۂ اظہار اپنایا، لیکن ان کا کوئی بھی اشلوک یا بول سیرتِ رسول اللہؐ کی طرف اشارہ نہیں کرتا۔ حتّٰی کہ ان کا کوئی نعتیہ شعر بھی دست یاب نہیں۔ بابا گورو نانک (پ ۱۴۶۹ء) پہلے پنجابی شاعر ہیں جن کا نعتیہ شعر دست یاب ہے:

ص صلاحت محمدیؐ مکھ تھیں آکھو نت

خاصہ بندہ سجیا سِر متراں ہو ست

یعنی ہمیں ہر وقت حضور نبی اکرمؐ کی تعریف کرنی چاہیے، وہ خیر البشر ہیں اور ہمارے دوستوں کے سردار اور دوست ہیں۔ بابا گورو نانک کے کچھ اور نعتیہ اشعار بھی ملتے ہیں، ان کو نعت کے شعبے میں تو شامل کیا جا سکتا ہے، سیرت کے شعبے میں جگہ نہیں دی جا سکتی، اور ظاہر ہے مدحِ رسولؐ اور سیرتِ رسولؐ میں نمایاں فرق ہے۔

بابا گورو نانک کے بعد شاہ حسین (پ ۱۵۳۹ء) کا نام آتا ہے۔ وہ بھی صوفی شاعر تھے۔ ان کا ایک نعتیہ قطعہ ملتا ہے، سیرت کے بارے میں ان کی کوئی تحریر دست یاب نہیں۔ البتہ ان کا نعتیہ قطعہ یہ ہے:

عشق نبی سرور دے میںوں ڈاہڈا چینک لایا جے
زلفاں کھول بیر اگن ہوئیاں گھر گھر الکھ جگایا جے
زلف واللیل تے مکھ والشمس میںوں سوہناں نظریں آیا جے
وانگ زلیخا دے میں اڑیو رو رو حال ونجایا جے

حاجی محمد نوشہ گنج بخش یکم رمضان ۹۵۹ھ (۲۱- اگست ۱۵۵۲ء) کو موضع گھوگانوالی تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ وہ پنجابی زبان کے پہلے نثر نگار تسلیم کیے جاتے ہیں۔ وہ ایک عظیم صوفی شاعر تھے اور ان کی تحریریں ہیں ان کے پنجابی دیوان "گنج شریف" میں ملتی ہیں۔ سیرت رسول اللہؐ کے سلسلے میں ان کی کوئی تحریر ہم تک نہیں پہنچی، البتہ ان کے نعتیہ اشعار بکثرت ملتے ہیں۔

حافظ برخوردار رانجھا (پ ۱۰۳۰ھ) پنجابی کے مشہور شاعر ہیں، ان کی تصنیفات یہ ہیں: (۱) یازدہ اسمائے غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی کا منظوم پنجابی ترجمہ۔ (۲) شرح پنجابی نظم دعائے گنج العرش (۳) شرح پنجابی نود و نہ اسمائے غوث دستگیر۔ (۴) شرح ترجمہ پنجابی قصیدہ غوثیہ (۵) پنجابی ترجمہ چہل کاف غوث الثقلین (۶) قصیدہ رومی عربی و پنجابی منظوم ترجمہ (۷) ترجمہ و شرح قصیدہ بردہ (۸) منظوم شرح درود شریف۔ (۹) نود و نہ اسمائے رسول اللہؐ کا پنجابی منظوم ترجمہ و منظوم شرح۔ (۱۰) حکایت پاک رسولؐ دی۔ (۱۱) منظوم ترجمہ قصیدہ بانت سعاد۔

ترجمہ و شرح قصیدہ بردہ حکایت پاک رسول دی اور منظوم ترجمہ قصیدہ بانت سعاد کے پیش نظر ہم کہہ سکتے ہیں کہ حافظ برخوردار پنجابی میں حضور نبی اکرم کے پہلے سیرت نگار ہیں۔ ان کا نام برخوردار اور تخلص حافظ ہے، قوم جاٹ اور گوت رانجھا۔ وہ قرآن پاک کے حافظ تھے۔ ان کا گاؤں مسلمانی وا تخت ہزارہ ہے جو ضلع سرگودھا میں ہے۔ کتاب "حکایت پاک رسول دی" ایک نادر کتاب ہے جس کے دو نسخے دست یاب ہیں اور وہ ڈاکٹر وحید قریشی اور پروفیسر احمد حسین قلعداری کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

یہاں یہ بتا دینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ قصیدہ بانت سعاد (مصنف کعب بن زہیر) عربی زبان کا مایہ ناز قصیدہ ہے، جسے مغربی دنیا میں سب سے پہلے لیڈن میں ۱۷۴۰ء میں چھاپا گیا۔ اس قصیدے کا ترجمہ اور شرحیں دنیا کی ہر بڑی زبان میں شائع ہو چکی ہیں۔ پنجابی زبان میں سب سے

پہلے حافظ برخوردار رانجھا نے اس کا منظوم ترجمہ کیا۔ عربی زبان کے دوسرے مقبول و مشہور قصیدے، قصیدہ بردہ (مصنف امام بوصیری) کا پنجابی ترجمہ بھی سب سے پہلے حافظ برخوردار رانجھا نے کیا۔ ان کے بعد قصیدہ بردہ کے ترجمہ کی سعادت سیدوارث شاہ، شہیدی، حافظ خان محمدؒ، ڈاکٹر مہر عبدالحق، عزیزالدین قریشی، نیک عالم میرپوری، احمد حسین قریشی اور مطیع اللہ کو حاصل ہوئی۔

مولانا غلام محی الدین قصوری (۱۲۰۲ھ / ۱۷۸۷ - ۱۸۸۸ء) میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے کئی کتابیں تحریر کیں جن میں سے یہ کتابیں مشہور ہیں۔ (۱) تحفۂ رسولیہ، فارسی نظم (۲) دیوان حضوری، فارسی نظم۔ (۳) رسالہ نظامی، فارسی نظم (۴) خطباتِ جمعہ و عیدین، عربی فارسی نظم (۵) زادالحاج۔ پنجابی زبان میں اولین منظوم سفرنامہ (۶) حلیہ شریف، فارسی نظم۔

تحفہ رسولیہ کا پنجابی منظوم ترجمہ کئی شاعروں نے کیا۔ اس کی وجہ اس کی مقبولیت تھی۔ یہ فارسی نظم درس نظامی کے نصاب میں بھی شامل تھی، مولوی غلام رسول ساکن عادل گڑھ ضلع گوجرانوالہ نے اس نظم کا منظوم پنجابی ترجمہ "شارق الانوار" کے عنوان سے کیا۔ ان کے بعد مولوی محمد اشرف ساکن گلیانہ ضلع گجرات نے اس کا ترجمہ کیا۔ اس فارسی نظم کے ان حصوں کا جو حضور کے معجزات پر مبنی تھے، نجم الدین فائز ساکن شادی وال ضلع گجرات نے ترجمہ کیا۔ اسی طرح مولوی محمد عالم قلعداری ضلع گجرات نے بھی اس فارسی نظم کے کچھ حصوں کا پنجابی نظم میں ترجمہ کیا۔ اسی عنوان سے میاں محمد بخش صاحب سیف الملوک نے پنجابی نظم لکھی۔ ظاہر ہے ان تصنیفات میں سے کوئی بھی تصنیف سیرتِ طیبہ پر نہیں ہے۔ محمد یار ولد پیر محمد ساکن کوٹ کالی متصل تخت ہزارہ ضلع سرگودھا نے ۱۱۹۴ھ میں حضور اکرمؐ کی ولادت پر منظوم رسالہ تحریر کیا جس کا عنوان ہے "آفرینش نامہ"۔ سیدوارث شاہ (پ ۱۱۳۵ھ)، حامد شاہ عباسی (پ ۱۱۶۱ھ)، سید ہاشم شاہ (پ ۱۷۵۲ء)، مولوی احمد یار (پ ۱۷۶۸ء)، امام بخش قریشی (پ ۱۷۷۸ء)، نور محمد نور (پ ۱۷۸۲ء) اور رقادر یار امین آبادی (پ ۱۸۰۲ء) کی تحریریں یا تو قصہ کہانی کا احاطہ کرتی ہیں، یا پھر شرع و فقہ کے نکات کی وضاحت ان کا مطلوب و مقصود ہے۔

حافظ برخوردار رانجھا کے بعد حکیم احمد یار نے اپنے قلم کو سیرت رسول اللہؐ کے لیے وقف کیا۔ وہ سوہدرہ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں ۱۷۶۸ء میں پیدا ہوئے، اور ۱۸۴۵ء میں وفات

ن - حضور کی سیرتِ طیبہ پر انھوں نے پانچ رسالے پنجابی نظم میں تحریر کیے - ان رسالوں کے عنوان
ے - (۱) جنگِ بدر (۲) جنگِ احد (۳) جنگِ خندق (۴) تولّد نامہ (۵) وفات نامہ -
مولوی محمد مسلم (پ ۱۸۵۵ء) لدھیانہ کے رہنے والے تھے، پھر جالندھر شہر آگئے اور انگریزوں
ملازمت اختیار کر لی - ملازمت سے جی اُکتا گیا تو کتابوں کی دکان کھول لی اور ساری زندگی اسلام کے لیے
ف کر دی - انھوں نے چار کتابیں لکھیں (۱) گلزارِ آدم (۲) گلزارِ موسیٰ (۳) گلزارِ سکندری (۴)
زارِ محمدی - گلزارِ محمدی میں حضور نبی اکرم کی سیرتِ طیبہ کو پیش کیا گیا ہے - یہ ایک طویل پنجابی نظم
ے، جسے بے حد مقبولیت حاصل ہوئی - یہ کتاب آج بھی پنجاب یونیورسٹی میں ایم - اے (پنجابی)
ے نصاب میں شامل ہے اور اس کا منتخب متن طلبا کو درساً درساً پڑھایا جاتا ہے - یہ کتاب ۲۳۰
فحات پر مشتمل ہے اور ۱۹۲۳ء میں جالندھر میں پہلی بار شائع ہوئی -
مولوی عبدالستار (پ ۱۸۲۳ء) نے دو کتابیں تحریر کیں (۱) مدح نبی کریمؐ اور (۲) اکرامِ محمدیؐ -
لی کتاب نعتوں پر مشتمل ہے اور دوسری کتاب فقہی مسائل سے متعلق ہے -
سید فضل حسین شاہ (پ ۱۸۲۷ء) نے نعتوں پر مشتمل کتاب لکھی جس کا عنوان تھا "تحفۂ فضل" -
س کے بعد انھوں نے حضورؐ کے ۳۷ معجزوں کو نظم کیا - میاں محمدؒ جن کی شاعرانہ عظمت کی بنیاد قصہ
یف الملوک ہے، بارہ منظوم کتابوں کے مصنف ہیں، لیکن ان کو سیرت نگار نہیں کہا جا سکتا -
افظ محمد مطیع اللہ نے قصیدہ بردہ کا منظوم ترجمہ کیا اور حافظ خان محمد سیالکوٹی نے قصیدہ بانت سعاد
و پنجابی کے قالب میں ڈھالا - حافظ خان محمد سیالکوٹی نے کل بیس رسالے تحریر کیے - ان سب رسالوں
ایک کتاب کی شکل دی گئی ہے اور کتاب کا نام "انواعِ حافظ" رکھا گیا ہے - یہ کتاب شرعیات
ر قرآن کے بارے میں ہے، سیرت پر نہیں ہے - حافظ محمد مطیع اللہ اور حافظ خان محمد سیالکوٹی
ے حالاتِ زندگی معلوم نہیں ہو سکے - پنجابی نعت گو شہیدی کے حالاتِ زندگی بھی میسر نہیں ہیں -
ہا جاتا ہے کہ شہیدی نام کے دو شاعر ہوئے ہیں - ایک اردو میں نعت کہتے تھے اور دوسرے
نجابی میں - اردو نعت گو مراد آباد کے رہنے والے تھے اور وہ ۱۲۴۴ھ میں جاں بحق ہوئے -
نجابی نعت گو نے قصیدہ بردہ کا منظوم پنجابی ترجمہ کیا جو تا حال نہیں چھپا - البتہ اس ترجمے کا دستی
سودہ (ہاتھ لکھت) ملتا ہے - میرے خیال میں شہیدی نام کے دو شاعر نہیں تھے - یہ ایک ہی

صاحب تھے جو پنجاب سے مراد آباد چلے گئے اور اردو اور پنجابی زبانوں میں حضورؐ نبی اکرم کو ہدیہ عقیدت پیش کرتے تھے۔ بہرحال یہ بات تحقیق طلب ہے۔

مولوی غلام نبی کلانوری، ضلع گورداس پور کی تحصیل بٹالہ کے مشہور قصبہ کلانور میں ۱۸۴۳ء میں پیدا ہوئے اور امرت سر میں ۱۹۲۹ء کو جاں بحق ہوئے۔ ان کا سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں سب سے بڑا کارنامہ فارسی میں معین الدین کاشفی کی سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ عنوان "معارج النبوت" کا منظوم پنجابی ترجمہ ہے، جو چار جلدوں میں "گلزارِ احمدی" کے عنوان سے شائع ہوا۔ ان کی دوسری تصنیف سفرنامہ حجاز ہے جو منظوم ہے اور پنجابی زبان کا دوسرا سفرنامہ ہے۔ (پہلا سفرنامہ مولانا محی الدین قصوری کا ہے)۔ ان کی تیسری کتاب مسجد نبوی کا حلیہ ہے۔ مولوی روشن دین روشن ضلع گورداس پور کے ایک گاؤں گھمن خورد میں ۱۸۳۶ء میں پیدا ہوئے اور ضلع شیخوپورہ کے ایک گاؤں سٹھیالی میں ۱۹۲۲ء کو وفات پائی۔ انھوں نے حضورؐ کی زندگی پر آٹھ قصے تحریر کیے۔ (۱) شمع محمدی (۲) سراج محمدیؐ (۳) باغیچہ محمدی (۴) کامن محمدی (۵) فضائل محمدیؐ (۶) ہجرت محمدیؐ (۷) شان محمدیؐ (۸) نقارۂ محمدیؐ۔ ان آٹھ قصوں کے علاوہ انھوں نے نو دوسرے قصے تحریر کیے جو اشاعتِ اسلام کے سلسلے میں تھے۔ گویا مولوی روشن دین روشن نے اپنی ساری زندگی تبلیغ اسلام اور سیرت طیبہ کے لیے وقف کی۔ جزوی طور پر سہی لیکن وہ پنجابی زبان و ادب میں حضور کے پانچویں سیرت نگار ہیں۔ ان سے پہلے حافظ برخوردار رانجھا، حکیم احمد یار، مولوی محمد مسلم اور مولوی غلام نبی کلانوری سیرت پاک کے سلسلے میں کام کر چکے تھے۔ چھٹے سیرت نگار مولوی محمد حسین احمد آبادی ہیں جو ضلع سرگودھا کے قصبہ بھیرہ کے رہنے والے تھے۔ وہ ۱۸۴۴ء میں احمد آباد میں پیدا ہوئے اور ۱۹۱۶ء میں بھیرہ میں جاں بحق ہوئے۔ ان کے والد مولوی قادر بخش بھی شاعر تھے اور ان کی کتاب، جو فقہی مسائل پر ہے "مٹھی روٹی" کے نام سے دست یاب ہے۔ مولوی محمد حسین احمد آبادی کا سب سے بڑا کارنامہ سیرتِ رسول اللہؐ پر ان کی کتاب "گلزار حسینی" ہے۔ سیرت پر ان کی دوسری کتاب "معجزاتِ محمدی" ہے۔ ان کی تیسری مشہور کتاب "گلزار آدم" ہے۔ ان کی ان تین کتابوں کے ادبی محاسن ناقدوں سے ہدیۂ تحسین وصول کر چکے ہیں۔

محمد بوٹا گجراتی (پ ۱۸۵۱ء۔ م ۱۹۳۰ء) نے وفات نامہ سرور کائنات لکھا۔ پیر محمد شاہ نیک عالم

(پ ۱۸۵۷ء) گجرات کے ایک گاؤں کلا پور کے رہنے والے تھے ۔ انھوں نے سی حرفی "عشق محمدی" لکھی جو نعت گوئی کے شعبے میں آتی ہے ۔ وہ امام بوصیری کے قصیدہ بردہ کے مترجم بھی ہیں۔ مولوی محمد اسماعیل (پ ۱۸۶۰ء) گوجرانوالہ کے گاؤں بڑدے کے رہنے والے تھے ۔ انھوں نے شرعیات پر تین کتابیں (۱) نشانِ محمدی (۲) چراغِ محمدی اور (۳) بیانِ محمدی تحریر کیں۔ مولوی حبیب اللہ (ولادت ۱۸۷۰ء وفات ۱۲ مارچ ۱۹۵۴) ضلع امرت سر کے گاؤں کبوہ میں پیدا ہوئے ۔ انھوں نے چھوٹی بڑی ۳۲ کتابیں تصنیف کیں، لیکن ان میں سے ایک بھی سیرتِ رسول اللہؐ پر نہیں ہے۔ مولوی کرم دین عرف مولوی ازہر (پ ۱۸۷۲ء) ضلع سرگودھا کے قصبہ بھیرہ کے رہنے والے تھے، وہ حضورؐ کے چھٹے سیرت نگار ہیں۔ انھوں نے تین حصوں میں گلزارِ محمدی لکھی۔ اس کتاب کے علاوہ بھی انھوں نے کئی قصے اور رسالے تحریر کیے۔ سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں ساتواں نام مولوی دلپذیر بھیروی کا ہے۔ وہ ۱۸۷۵ء میں بھیرہ میں پیدا ہوئے ۔ سیرت پاکؐ پر ان کی یہ تصنیفات دست یاب ہیں (۱) گلزارِ محمدی (۲) اکرامِ محمدی (۳) گلدستہ معجزات (۴) گلزارِ مکہ (۵) معراج نامہ دلپذیر۔ گلزار مکہ حج بیت اللہ شریف کا منظوم سفر نامہ ہے۔ مولوی دلپذیر بھیروی آخری عمر میں قادیانی ہو گئے تھے ۔

محمد بخش قریشی امرتسر کے رہنے والے تھے ۔ ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۳۶ء میں وفات پائی ۔ وہ قصہ گو بھی تھے اور نعت گو بھی۔ راقب قصوری کے رنگ میں نعتیں لکھتے تھے۔ ان کے دو قصے محمدی جوگن اور فدائے رسولؐ بہت مشہور ہوئے۔ قصہ فدائے رسولؐ غازی علم الدین شہید کی زندگی اور کارناموں پر ہے۔ انھوں نے منظوم " سوانح عمری رسول مقبولؐ دی" لکھی، یہ خالص سیرت کی کتاب ہے، لیکن کہیں کہیں عقیدت کے طور پر اس میں نعتیں بھی ملتی ہیں۔

مولوی کریم بخش بدر کے حالات دست یاب نہیں ہیں ۔ وہ لاہور کے کشمیری بازار میں کتابوں کا کاروبار کرتے تھے ۔ ان کی کتاب " تذکرۃ الانبیا " ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء میں چھپی۔ اس منظوم کتاب کا دوسرا نام گلزارِ آدمؑ ، گلزارِ نوحؑ ، گلزارِ خلیلؑ ، گلزار موسےؑ ، گلزار داؤدؑ اور گلزارِ محمدیؐ ہے۔ اس کتاب میں سانحۂ کربلا کا ذکر بھی ملتا ہے ۔ کتاب میں آیاتِ کریمہ اور احادیثِ نبوی کے منظوم ترجمے بھی دیے گئے ہیں ۔ اصحابِ کہف اور اصحابِ فیل کے قصے بھی

ہیں اور خلفائے راشدین کے حالات بھی۔ مولوی کریم بخش بتدہ جنوی طور پر حضور نبی اکرم کے سیرت نگار تسلیم کیے جاتے ہیں۔ مولوی ولی محمد کے حالاتِ زندگی بھی دست یاب نہیں۔ انھوں نے الواقدی کی مشہور کتاب "المغازی" کا پنجابی میں منظوم ترجمہ کیا۔ یہ صرف ترجمہ ہی نہیں، مولوی ولی محمد نے اس میں اضافے بھی کیے ہیں۔ کتاب حضورؐ کے غزوات سے شروع ہو کر واقعاتِ کربلا پر ختم ہوتی ہے۔

اب جس سیرت نگار کا ذکر کروں گا، ان کی دو امتیازی خصوصیات ہیں، ایک تو وہ مسلمان نہیں ہیں، سکھ ہیں اور دوسرے وہ شاعر نہیں ہیں نثر نگار ہیں۔ بابا فرید گنج شکر سے لے کر بیسویں صدی عیسوی کے ربع اوّل تک پنجابی زبان میں سیرت پر جو ذخیرۂ کتب ملتا ہے، وہ سارا نظم میں ہے، نثر میں نہیں ہے۔ سیوا سنگھ امرت سری پہلے سیرت نگار ہیں جنھوں نے پنجابی نثر میں سرکارِ دو عالمؐ کی سیرت پر کتاب تحریر کی، جس کا عنوان ہے "حضرت محمدؐ صاحب جی دا پوتر جیون (حضرت محمدؐ صاحب جی کی مقدس اور پاک زندگی)۔ اس کتاب کے ۱۳۶ صفحات ہیں۔ کتاب گورمکھی رسم الخط میں ہے اور برٹش انڈیا لائبریری لندن میں موجود ہے۔ سیوا سنگھ امرتسری کی دوسری کتاب "قرآن دی کنجی" (قرآن کریم کی چابی) ہے۔

عبداللطیف عارف ۱۸۹۵ء میں سیالکوٹ کے گاؤں گھرتل میں پیدا ہوئے۔ جب وہ چوبیس برس کو پہنچے تو انگریزوں کے خلاف جنگِ آزادی میں حصہ لیا اور گرفتار ہوئے۔ پہلے سیالکوٹ جیل میں تھے، پھر ان کو ڈسٹرکٹ جیل میانوالی میں بھیج دیا گیا جہاں انھوں نے پنجابی میں منظوم کتاب "خیر البشر عرف کملی والا" تحریر کی۔ سیرت پر یہ ایک خوب صورت اور مؤثر کتاب ہے۔ حضور کے کمبل یا لوئی کے تعلق سے دوسری کتاب ولایت امرتسری کی کتاب "دو کملی والا عرف توحید دا باغ" ہے۔ یہ ایک عام منظوم کتاب ہے اور اس کی کوئی ادبی یا تاریخی اہمیت نہیں ہے۔

حافظ مولوی حاجی محمد اسماعیل چک نمبر ۵۵ ڈاکخانہ کوٹ رادھا کشن تحصیل چونیاں ضلع قصور کی کتاب "نورِ اسلام" تین جلدوں میں چھپی ہے۔ یہ کتاب سیرت رسول اللہؐ کے متعلق نثر میں ہے۔ اس کے بعد نظم بھی آتی ہے۔ اندازِ تحریر مدلل، مؤثر اور مناظرانہ ہے۔ ان کی شرعیات پر بھی کتابیں ملتی ہیں۔ چوہدری فضل حق سب جج چکوال ضلع جہلم نے ۱۹۳۲ء میں حضورؐ کی سیرت پر منظوم پنجابی

میں جو کتاب لکھی اس کا نام ہے "سیرت الحبیبؐ"۔ چوہدری صاحب پہلے سیرت نگار ہیں جو اردو، فارسی، عربی اور انگریزی کے جاننے والے تھے۔ مولانا محمد نبی بخش حلوائی (ولادت ۱۸۶۰ء وفات ۱۹۴۴ء) اکبری منڈی لاہور کے رہنے والے تھے۔ انھوں نے پنجابی میں کئی کتابیں لکھیں جن میں سے ایک "شفاء القلوب" ہے۔ اس کے متعلق عام خیال ہے کہ یہ کتاب سیرت رسول اللہؐ پر ہے مگر یہ درست نہیں۔ یہ کتاب فضائل درود پر ہے۔ علاوہ ازیں سرورِ کائنات فخرِ موجودات کے کمالات بھی اس میں بیان کیے گئے ہیں۔ حضورؐ کا حلیہ شریف بھی منظوم صورت میں دستیاب ہے لیکن یہ کتاب سیرت پر نہیں ہے۔ محمد عبدالکریم قرشی (ولادت ۱۷ فروری ۱۸۵۷ء وفات ۱۹ ستمبر ۱۹۵۵ء) گجرات کے رہنے والے تھے، ان کے ۹ عدد رسالے ملتے ہیں، جن میں سے تین (۱) المیلاد فی ذکر المیلاد (۲) صلح نامہ حدیبیہ (۳) تاریخ فتح مکہ۔ جزوی طور پر سیرت پر ہیں۔ یہ تینوں رسالے منظوم ہیں۔

کمیل پوش کے تعلق سے تیسری کتاب، دائم اقبال کی تحریر کردہ "کمیل پوش" ہے۔ اس سے پہلے حکیم عبداللطیف عارف اور استاد ولایت امرتسری کی کتابوں کا ذکر آچکا ہے۔ دائم کی سیرت پر منظوم کتاب کا پورا نام "ختم الرسل عرف کمل پوش" ہے۔ دائم اقبال زندہ ہیں۔ وہ ۱۹۰۹ء میں موضع واسو نزد منڈی بہاء الدین ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ ان کی کتاب سیرت لٹریچر میں ایک نمایاں اضافہ ہے۔ کتاب دو سو آٹھ صفحات پر مشتمل ہے، سائز بڑا ہے، کاغذ گھٹیا۔ کتابت خراب اور پروف ریڈنگ کمزور۔ کتاب کو ایڈٹ کرنے کی بھی ضرورت ہے، کیونکہ کہیں کہیں غیر متعلق واقعات بھی شامل کر لیے گئے ہیں۔

حفیظ جالندھری مرحوم نے اردو میں شاہنامہ اسلام لکھا تو ان سے متاثر ہو کر غلام سرور کنجاہی نے حضورؐ کی سوانح عمری پنجابی میں منظوم کی۔ اس میں اسلام کے ابتدائی دور کی عکاسی کی گئی ہے۔ اس کا اسلوب نگارش ہیر وارث شاہ کا ہے، یعنی بحر طویل ہے۔ غلام سرور کنجاہی کا "شاہنامہ اسلام" دو جلدوں میں دین محمدی پریس لاہور سے شائع ہوا۔

[illegible] امرتسری کے بعد نثر کی دوسری کتاب ایم حبیب اللہ فاروقی نے ۱۹۴۲ء میں پنجابی آنرز کے طالب علموں کے لیے تحریر کی۔ عنوان رکھا "نبیاں دا سردار" (نبیوں کا سردار) سیرت

ل اللہؐ پر پاکستان میں پنجابی نثر میں یہ پہلی کتاب تھی۔ اس کے کل اوراق ۱۵۲ تھے اور اس
دو ایڈیشن شائع ہوئے۔ آج کل ناپید ہے۔ کتاب میں دو دیباچے، چار پیش لفظ اور کئی
پار نعتیں اور نظمیں دی گئی ہیں، کہیں کہیں مواد مناظرانہ ہے۔ چونکہ کتاب طلبا و طالبات
سی ضروریات کے پیش نظر لکھی گئی ہے، اس لیے ادبی اور تحقیقی سطح دوسری ہے۔

سیرت رسول اللہؐ پر پنجابی نثر کی پاکستان میں دوسری کتاب عبدالکریم ثمر کی تصنیف کردہ "[illegible]"
۔ اس کے صفحات ۱۷۶ ہیں، ہر صفحے پر سیرت نگار کی حضورؐ سے محبت و شیفتگی اور عقیدت
ں ہے۔ ویسے تو سیرت رسول اللہؐ پر ہر کتاب اچھی ہے لیکن "سچی سرکار" مصطفیٰ "تیاں دا
یار" سے اسلوب نگارش اور مواد کی پیش کش میں مقابلتاً بہتر ہے۔ فقیر محمد فقیر (ولادت [illegible]
۱ء، وفات ۱۱ ستمبر ۱۹۷۴ء) کی تالیف "پنج ہادی" میں خیر الوریٰ، خیر البشر، ختمی مرتبت
لانبیا حضور نبی اکرمؐ کی سیرت طیبہ پر مواد دستیاب ہے۔ لیکن یہ کتاب کلی طور پر [illegible]
ن سے ظاہر ہے حضورؐ کی سیرت پر نہیں ہے۔ نثر میں سیرت رسول اللہ پر مختصر [illegible] کتابچہ
ملتا ہے۔

۱۹۸۲ء میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور میں نے پنجابی نثر میں کتاب بعنوان "[illegible]
میا" لکھی جو اسی سال کلات پبلشرز کوئٹہ نے شائع کی۔ اس کتاب کے کل [illegible] صفحات
۔ کتاب کے آغاز میں پچاس صفحے کا مقالہ ہے جس کا عنوان ہے "پنجابی میں سیرت نگاری"
قالہ پہلے گیارہ اقساط میں روزنامہ "امروز" لاہور کے پنجابی سیکشن میں شائع ہوا اور پھر
ں کا ملخص کتاب "چن عربوں چڑھیا" میں دیا گیا۔ زیر نظر مضمون اسی مقالہ کا ملخص ہے۔
ورت اس امر کی ہے کہ اس موضوع پر اردو یا پنجابی میں باقاعدہ کتاب شائع کی جائے۔